

قانونِ مکافاتِ عمل

مولانا قاری سعید الرحمن صاحب - راولپنڈی صدر

ابتداءً آفرینش سے اللہ تعالیٰ نے ایک طبعی قانون مقرر کر دیا ہے جس کے موافق دنیا کے سارے کاروبار چل رہے ہیں۔ جو کچھ توڑ پھوڑ کا ہنگامہ دنیا میں پیا ہے اور عقلِ انسانی جو کچھ ایجاد و اختراع کر رہی ہے۔ یہ سب کچھ اسی طبعی قانون کی طفیل ہے۔

ہزاروں برس سے آگ میں تپش ہے۔ اس میں جلانے کی قوت ہے۔ پانی پیاس بجھاتا ہے۔ ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ سنکھیا انسانی زندگی کو ختم کرتا ہے۔ اور تریاق زہر کے اثرات کو زائل کرتا ہے۔ دواؤں کے استعمال سے بیماریاں دور ہوتی ہیں۔ غذا کھانے سے کمزور و ناتواں بدن قوت و طاقت حاصل کرتا ہے۔ جبر و شدت کے ذریعہ کمزوروں پر غلبہ حاصل کیا جاتا ہے۔ اسلحہ دشمنوں کو زیر کرنے کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ زمیندار کی محنت سے اناج اور غلہ اگتا ہے۔ تاجر جدوجہد سے اپنے لئے وسائل زندگی مہیا کرتا ہے۔ مزدور اپنی مشقت سے خون پسینہ ایک کر کے اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتا ہے۔ تنظیم سے ایک بکھری ہوئی قوم بنیانِ موص بن جاتی ہے۔

یہ سب چیزیں اپنا اپنا اثر رکھتی ہیں۔ اور خدا کے قانونِ طبعی کے مطابق دنیا کا ذرہ ذرہ سرگرم عمل ہے۔ اسی طرح اس کا ایک قانونِ مکافاتِ عمل بھی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اچھے اور برے اعمال و اخلاق اپنا اثر رکھتے ہیں۔ فرد اور قوم کی اصلاح اور فساد کا وار و مدار اچھے اور برے اعمال پر ہے۔ اگر کسی فرد یا قوم کے سامنے اچھے اعمال و اخلاق کا راستہ ہوگا تو اس کا اثر خیر و فلاح کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ اور اگر کسی فرد یا قوم نے اعمالِ بد اور اخلاقِ مسمیہ کی راہ تجویز کر لی ہے۔ تو نتیجہ ناکامی، خسران، تباہی اور بربادی کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

قرآن نے اس حقیقت کا مفہوم بیان کیا ہے۔ اور بار بار انسانوں کو متنبہ کیا ہے۔

کہ انسانی اعمال و اخلاق انسان کی زندگی میں بڑا موثر کردار ادا کرتے ہیں۔ گزشتہ اقوام کی ہلاکت اور تباہی کا جو ہر ہلکا منظر قرآن نے کھینچا ہے۔ اس سے انسانی اعمال کے نتائج پر بخوبی روشنی پڑتی ہے۔

آپ گزشتہ اقوام کے حالات قرآن میں پڑھئے۔ اس سے اندازہ ہوگا کہ جو بیماریاں ان میں پھیلی ہوئی تھیں۔ اور جس غلط راہ پر وہ لگے ہوئے تھے، یہ ہلاکت اور تباہی اس کا قدرتی نتیجہ تھا۔ اور خود انسان اس کا ذمہ دار تھا۔ انسان اپنی بے بسی اور قدرت سے محرومی کی آڑ لیکر ان نتائج سے بچ نہیں سکتا۔ بعض جرائم تو ایسے ہیں جو گزشتہ امتوں میں مشترک ہیں۔ اور بعض جرائم ایسے ہیں کہ جو بعض اقوام کی امتیازی شان بن چکے تھے۔ دونوں قسم کے جرائم کو مٹانے کے لئے پیغمبرانہ دعوت سامنے آئی جس کا مقصد انسانی جرائم کی نشاندہی اور ان سے بچنے کے طریقے متعین کرنا تھا۔

قوم ہود۔ قوم صالح۔ قوم لوط۔ قوم شعیب میں شرک اور بت پرستی مشترک جرم تھا۔ اور جس کے مٹانے کیلئے ہر پیغمبر کی زبان پر یہ دعوت تھی۔ لَیْقَوْمٌ اَعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرِہٖ۔ (اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی تمہارا حاکم نہیں سوائے اس کے۔)

اس مشترک جرم کے علاوہ دوسرے امور میں ہر ایک قوم کی الگ الگ راہ تھی۔ کوئی کم تو لے اور لوگوں کو دھوکہ دینے میں مبتلا تھی۔ کوئی غیر فطری طور پر شہرت برآری کے قبیح فعل میں محو تھی۔ کوئی شعار اللہ کی بے حرمتی اور بے عزتی اپنا مشن بنائے ہوئے تھی۔ یہ ایک طویل فہرست ہے۔ جو ان قوموں کے حالات میں قرآن کریم نے شمار کی ہے۔

قرآنی آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہم سابقہ کے ہلاک ہونے کی وجہ صرف شرک و بت پرستی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ دوسرے جرائم و معاصی جو ان قوموں میں لغو کر چکی تھیں، وہ بھی خدا کے غضب کو دعوت دینے کا باعث بنیں۔ چند قوموں کا حال آپ دیکھئے :

قوم عاد | اس قوم کے سامنے حضرت ہودؑ نے سب سے پہلے توحید کی دعوت پیش فرمائی۔ کیونکہ بت پرستی تھی۔ فرمایا لَیْقَوْمٌ اَعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرِہٖ۔ (اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی تمہارا حاکم نہیں سوائے اس کے)۔ یہ ایک مشترک جرم تھا۔ دوسرے جرائم کی نشاندہی اس طرح کی گئی۔ آخرت فراموشی اور نمائش کے

لئے بڑی بڑی بلڈنگوں کی تعمیر۔ حضرت ہود نے فرمایا اَتَبْنُونَ بُكۡرًا رَیۡحَ اَیۡةٍ تَعْبَثُوۡنَ۔ وَتُخۡذَلُوۡنَ مَصٰنِعَ لَعَلَّكُمْ تَخۡلَدُوۡنَ۔ (کیا بناتے ہو ہر ادنیٰ زمین پر ایک نشان پھینکنے کو اور بناتے ہو کاریگریاں شاید تم ہمیشہ رہو گے۔) اس قوم کا تصور یہ تھا کہ دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے۔ اس لئے مصنوعی قسم کی عمارتیں بنواتے اور مختلف قسم کی کاریگریاں اس میں دکھاتے۔

۲۔ دوسرا جرم۔ ظلم و ستم اور مخلوق خدا پر جبر و تعدی۔ اسکی نشاندہی ان الفاظ میں کی گئی: وَاِذَا لِبۡطِشۡتُمۡ لِبِطِشۡتُمۡ جِبَارِیۡنَ۔ (اور جب لڑتے ہو تو پنجہ مارتے ہو ظلم سے) یعنی ظلم و ستم سے زیر دستوں اور کمزوروں کو تنگ کر رکھا ہے۔ گویا انصاف اور نرمی کا سبق ہی نہیں پڑھا۔ خدا کی مخلوق کو جبر و تعدی تختہ مشق بنایا ہوا ہے۔

۳۔ تیسرا جرم۔ انبیاء سے ہنسی مذاق اور ان کا تمسخر اڑانا۔ قرآن نے فرمایا: قَالَ الْمَلٰٓئِکَةُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا مِنْ قَوۡمِہٖ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیۡ سَفَاہٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیۡنَ۔ (بوسے سردار جو کافر تھے اسکی قوم میں ہم تو دیکھتے ہیں تجھ کو عقل نہیں۔ اور ہم تو تجھ کو جھوٹا گمان کرتے ہیں۔) کافروں نے اپنی عادت کے موافق پیغمبر کو بے عقل اور جھوٹا کہا۔ اور مقصد پیغمبروں کی دانا اور پاکیزہ جماعت سے تمسخر اور استہزا تھا۔

۴۔ چوتھا جرم۔ ہٹ دھرمی اور غلط کام پر ڈٹے رہنا۔ قرآن نے فرمایا: قَالُوۡۤا اَحَبُّنَا لِنَعۡبُدَ اللّٰہَ وَحَدَکَ وَنَعۡزُرَ مَا کَانَ یُعۡبُدُ اٰۤبَاؤُنَا۔ فَاٰتِنَا مَا تَعۡدُوۡنَا اِنۡ کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ۔ (بوسے کیا تو اس واسطے ہمارے پاس آیا کہ ہم بندگی کریں اکیلے اللہ کی۔ اور چھوڑ دیں جن کو پرستتے رہے ہمارے باپ دادا۔ پس تو نے آہمارے پاس جس چیز سے تو ہم کو ڈراتا ہے۔ اگر تو سچا ہے۔) یعنی ہم اپنے غلط راستے سے نہ ہٹیں گے۔ اور تمہاری نصیحتوں سے باز نہ آئیں گے۔ سورہ شعرا میں اس جرم کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے: قَالُوۡۤا سَوَآءٌ عَلَیۡنَا اَوۡعَظۡتَ اَمۡ لَمۡ تَکُنۡ مِنَ الْوٰعِظِیۡنَ۔ اِنۡ هٰذَا اِلَّا خُلُقُ الْاَدۡنِیۡیۡنَ۔ (بوسے ہم کو برابر ہے تو نصیحت کرے یا نہ بنے تو نصیحت کر نیوالا۔ اور کچھ نہیں یہ باتیں عادت ہے اگلے لوگوں کی۔)

۵۔ پانچواں جرم۔ تکبر اور اپنی طاقت پر فخر و غرور۔ قرآن نے فرمایا: وَاَمَّا عَادُ فَاسۡتَکۡبَرُوۡۤا فِی الْاَرۡضِ بِغَیۡرِ الْحَقِّ وَقَالُوۡۤا مَنۡ اَشَدُّ مَنَا قُوۡۃً۔ (سو جو عادت تھی وہ تو غرور کرنے لگے ملک میں ناحق۔ اور کہنے لگے کون ہے ہم سے زیادہ زور میں۔)